OPEN ACCESS
SUJRIS
﴾ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴿
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:4, Issue: 1, Jan - March 2026 PP: 41-50

معاصر پاکستانی خاندانی نظام کی اصلاح: سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں

Reforming the Contemporary Pakistani Family System in the Light of the Prophetic Sunnah

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract

The contemporary Pakistani family system is facing numerous intellectual, moral and social challenges arising from materialism, individualism, excessive use of social media, increasing divorce rates and deficiencies in the moral and religious upbringing of children. These challenges have significantly affected family stability, mutual trust and social cohesion. This study examines the causes of these contemporary family issues and explores their solutions in the light of the Prophetic Model (Uswah Hasanah). Employing an analytical and descriptive approach, the research investigates the teachings of the Qur'an and Sunnah regarding family life, marital relations, parental responsibilities, children's upbringing, the rights of parents and kinship relations. The study demonstrates that the Prophet Muhammad (ﷺ) established a comprehensive framework for family reform based on mercy, justice, mutual respect, consultation and moral responsibility. The findings reveal that many contemporary family problems stem from a departure from Islamic teachings and the neglect of Prophetic guidance. The research further highlights that the implementation of Sunnah-based principles can strengthen family relationships, promote emotional and spiritual well-being, reduce social problems and contribute to the development of a stable and morally sound society. The study concludes that adherence to the Prophetic model provides a practical and sustainable solution for reforming the contemporary Pakistani family system and restoring harmony, stability and social cohesion within Muslim families.

Keywords: *Prophetic Sunnah, Pakistani Family System, Challanges, Family Reform, Marital Relations, Child Upbringing.*

CC BY

تمہید

موجودہ معاصر دنیا میں مسلم خاندانی نظام شدید فکری، اخلاقی اور سماجی بحرانوں کا شکار ہے۔ مادہ پرستی، مغرب کی فکری یلغار، سوشل میڈیا کا بے جا استعمال اور خانگی حقوق و فرائض سے لاعلمی نے مسلم گھرانوں کے سکون کو غارت کر دیا ہے۔ عصری دور میں بڑے پیمانے پر سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جنہوں نے خاندانی ہم آہنگی اور استحکام کو متاثر کیا ہے؛ نتیجتاً کئی گھرانوں میں انتشار اور افراد کے مابین تعلقات کی کمزوری دیکھی گئی ہے۔

ابن قیم الجوزیؒ فرماتے ہیں:

(شریعت کی بنیاد ہی بندوں کے مصالح اور دنیا و آخرت میں ان کے عدل و رحمت پر رکھی گئی ہے۔ ہر وہ مسئلہ جو عدل سے ظلم کی طرف، رحمت سے زحمت کی طرف اور مصلحت سے فساد کی طرف نکل جائے اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، خواہ وہ کتنی ہی تاویلات سے ثابت کیا جائے)[1]

اسلام نے خاندان کے تحفظ اور اس میں اطمینان و آشتی کے قیام کے لئے یکجا اور مکمل رہنمائی فراہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[2]

(اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے آپس میں سے تمہارے لیے جوڑیاں پیدا کیں تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔

رسول اللہ نے اپنی خاندانی زندگی میں اسی طریقہ کو عملی طور پر اجاگر کیا؛ آپ ﷺ بہترین زوج، بہترین والد اور حسنِ سلوک، رحمت اور تعاون کے مثالی نمونہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[3]

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو، اور میں تمہارے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں)

1۔ خاندانی نظام کا مفہوم اور اسلام میں اس کی اہمیت

خاندانی نظام کا مفہوم

خاندانی نظام سے مراد وہ رشتے اور بندھن ہیں جو زوجین، اولاد اور دیگر رشتے داروں کو حقوق و فرائض کے ایک منظّم دائرے میں جوڑتے ہیں، تاکہ گھریلو زندگی ترتیب اور توازن کے ساتھ چل سکے۔ اسلام نے خاندان کو مقدس ادارہ قرار دیا ہے جس کی بنیاد مودت، رحمت اور باہمی تعاون پر قائم ہے۔ قرآن مجید نے میاں بیوی کے تعلق کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، جو نہ صرف عیوب کو چھپاتا ہے بلکہ انسان کی شخصیت کو زینت اور تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾[4]

(وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو)

اس آیت میں ازدواجی تعلق کی وہ باریک معنوی حیثیت بیان ہوئی ہے جو پردہ، حفاظت اور سکون کا سبب بنتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب بندہ شادی کرلیتاہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتاہے، اب اسے چاہیے کہ باقی نصف میں اللہ سے ڈرے)۔[5]

معلوم ہوا کہ نکاح باہمی مودت اور سکینت کا ذریعہ ہے۔ اسلامی خاندانی نظام میں میاں بیوی کا تعلق صرف جنسی یا معاشی نہیں، بلکہ نفسیاتی اور روحانی سکون کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ﴾[6]

ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(مودت سے مراد وہ محبت ہے جو میاں بیوی کے مابین قائم ہوتی ہے، اور رحمت سے مراد وہ درگزر اور ہمدردی ہے جو ایک دوسرے کے لیے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرد عورت کو یا تو اس کی محبت کی وجہ سے اپنے پاس رکھتا ہے یا پھر اس پر رحم کھاتے ہوئے (اگر اس سے کوئی کمزوری ہو جائے) اس کا ساتھ نبھاتا ہے)۔[7]

خاندان کی معاشرتی تعمیر میں اہمیت

خاندان وہ اولین ماحول ہے جہاں انسان کی تربیت اور نشو نما ہوتی ہے اسی لیے اسلام نے خاندان کی اصلاح اور حفاظت پر خصوصی توجہ دی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[8]

(تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنے ماتحتوں کے بارے میں ذمہ دار ہے)

یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ گھر کا ہر فرد، خصوصاً شوہر، بیوی، والدین اور اولاد ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا محافظ ہے۔ جب ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کیا جائے گا تو نہ صرف خاندانی نظام میں راحت و سکون کی فضاء قائم ہو گی بلکہ معاشرہ میں دیگر افراد بھی کسی بھی ضرر اور نقصان سے محفوظ ہو نگے۔

2۔ عصری خاندانی نظام کے اہم مسائل

الف: مادی پسندی اور فردیت

پاکستانی معاشرہ بہت سے معاصر معاشروں کی طرح ایک بڑھتی ہوئی مشکل کا سامنا کر رہا ہے جس کی وجہ مادیت اور فردیت کا پھیلاؤ ہے۔ یہ رجحان خاندانی و اجتماعی تعلقات کی نوعیت پر گہرا اثر ڈال رہا ہے۔ دولت اور معاشرتی مقام کے حصول کے لیے شدید مسابقت نے اس معاشرے کی بنیادی قدروں جیسے ایثار، تکافل، تعاون اور رشتہ داری کی باہمی نگہداشت کو کمزور کر دیا ہے۔ بعض افراد انسانی تعلقات کو ذاتی مفاد اور مادی فائدے کے زاویے سے دیکھنے لگے ہیں، جس نے خاندانی بندھن کمزور کیے اور جھگڑوں اور اجتماعی بکھراؤ میں اضافہ کیا ہے۔ بڑے شہروں کی طرف ہجرت، طرز زندگی میں تبدیلیاں اور سوشل میڈیا کا اثر یہ سب عوامل فردیت کو فروغ دینے اور خاندان و معاشرے کے مشترکہ ذمہ داری کے احساس کو کم کرنے میں معاون رہے ہیں۔

اسلام نے دنیا میں غرق ہونے اور اعلیٰ مقاصدِ زندگی سے غافل رہنے کی تنبیہ کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾[9]

(یہ (دنیا کی دوڑ دھوپ) تم کو غافل کر دیتی ہے) یعنی دولت اور چیزوں کے بڑھنے کی دوڑ نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور معاشرتی و اخلاقی فرائض سے غافل کر دیا۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ دنیاوی مفادات کی اندھی دوڑ قدروں اور اصولوں سے غفلت کا باعث بن سکتی ہے جو معاشرے کے استحکام اور بقا کے ضامن ہیں۔

اسی لئے گھر اور تعلیمی اداروں میں دینی و اخلاقی تربیت کو مضبوط کرنے، قناعت، تکافل اور ایثار جیسی قدروں کو فروغ دینے، اور اسلام کی وہ اجتماعی ذمہ داری زندہ کرنے کی سخت ضرورت ہے جس کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ ساتھ ہی میڈیا اور ثقافتی اداروں کو چاہیے کہ وہ تعاون، میانہ روی اور غیر ضروری خرچ میں کمی کی ثقافت پھیلائیں تاکہ پاکستانی معاشرہ مادیت اور فردیت کے منفی اثرات کا مقابلہ کر سکے اور اپنی اسلامی شناخت اور پختہ معاشرتی اقدار کو برقرار رکھے۔

ب: مواصلاتی ذرائع (سوشل میڈیا) کا اثر

سوشل میڈیا اور اسمارٹ ڈیوائسز نے افراد کو ایک دوسرے سے براہِ راست رابطے میں کمزوری کی طرف دھکیلا ہے اس کا نتیجہ خاندانی روابط میں سرد مہری اور یکسوئی میں کمی ہے۔ اسلام نے وقت کے صحیح استعمال اور غیر مفید مشاغل سے پرہیز کی ہدایت کی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

"مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ"[10]

(کسی آدمی کے ایمان کے حسین ہونے کی علامت ہے کہ وہ غیر متعلق چیزوں کو چھوڑ دے) یعنی آج کا ہر دوسرا پاکستانی اکثر اوقات سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے استعمال میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے۔ بہت سارے افراد تو ایسے بھی ہیں جن کو دین اسلام کی بنیادی احکامات پر عمل کرنے سے بھی غافل کر دیا ہے اور وہ لوگ نماز جیسے بنیادی حکم سے بھی غافل ہو چکے ہیں۔

ت: طلاق کی شرح میں اضافہ

پاکستانی معاشرہ بھی اب ان معاشروں کی فہرست میں کھڑے ہونے کے قریب ہے جہاں ہر معمولی باتوں پر طلاق کا رجحان عام ہو گیا ہے۔ جیسا کہ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے اسباب میں مذہبی و اخلاقی کمزوری، صبر میں کمی اور تکبر کا ہونا شامل ہیں۔ اب پاکستان میں براہ راست طلاق کی طرح خلع کے ذریعے طلاق کی شرح میں بہت زیادہ اضافہ دیکھنے اور سننے کو مل رہا ہے۔ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو کم عرصے میں پاکستان کے اندر طلاق یافتہ عورتوں کی تعداد ہزاروں کی بجائے لاکھوں میں ہو جائے گی جس کا وبال اور نقصان وہی ہو گا جو غیر مسلم معاشروں میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾[11]

(اور تم اُن سے بھلائی کے ساتھ معاملہ کرو)

یعنی سلوک میں احسان، رواداری اور برداشت کی ضرورت ہے تاکہ ازدواجی زندگی برقرار رہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے[12]

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

(اگرچہ طلاق جائز ہے، لیکن یہ بغیر کسی معقول اور شرعی سبب کے مبغوض (ناپسندیدہ) ہے، کیونکہ یہ رشتوں کو توڑتی ہے اور خاندانی شیرازہ بکھیر دیتی ہے جس کا نقصان براہِ راست بچوں کی تربیت پر ہوتا ہے)[13]

ج: بچوں کی تربیت میں کمزوری

والدین کی مشاغل یا جدید مشغلے بچوں کی دینی واخلاقی تربیت میں کمی کا سبب بن رہے ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[14]

(کسی باپ نے اپنے بیٹے کو ایسی کوئی چیز نہیں دی جو حسن تربیت سے افضل ہو) یعنی اچھی تربیت دنیا کی ہر چیز سے افضل ہے۔ تربیت یافتہ نوجوان نہ تو معاشرے پر بوجھ بنتا ہے اور نہ ہی کسی نقصان کے لئے آلہ کار بنتا ہے بلکہ تربیت یافتہ نوجوان کی وجہ سے بہت سارے نوجوان راہ راست پر آسکتے ہیں۔

3۔ خاندان کی اصلاح میں سنّتِ نبوی کا طریقِ کار

الف: زوجین کے درمیان حسنِ معاشرت

سنتِ نبوی نے ازدواجی تعلقات کو رحمت، مودت اور حسنِ اخلاق کی بنیاد پر استوار کرنے پر زور دیا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

"أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ"[15]

(ایمان میں سب سے کامل مؤمن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہترین ہو)

نبی ﷺ اپنے گھر کے کاموں میں مدد کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

" كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ"[16]

(رسولِ اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے کاموں میں شریک ہوتے تھے)

اس سے شوہر کی شمولیت اور گھریلو ذمہ داریوں کا اہم پیغام ملتا ہے۔ معاصر معاشرے میں مرد گھر کے کام کاج کو اپنی توہین سمجھتے ہیں، جبکہ اسوۂ رسول ﷺ اس کے بالکل برعکس ہے۔

روایت میں ہے: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) کے لیے بہترین ہو، اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں[17]۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

(اہلِ خانہ کے ساتھ بھلائی کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان کی غلطیوں پر صبر کرے، ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، ان کے جائز حقوق خوش دلی سے ادا کرے اور ان کی دینی واخلاقی تربیت میں سستی نہ کرے)[18]

ب: عدل اور حقوق کی ادائیگی

اسلام نے خاندان کے ہر فرد کے لئے حقوق وفرائض مقرر کیے اور عدل کے قیام پر زور دیا۔ قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾[19]

(بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ "[20]

(خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرو)۔ مراد یہ ہے کہ مرد خواتین کے ساتھ عدل و انصاف اور بھلائی سے پیش آئیں۔

ج: بچوں کی تربیت

رسول اللہ نے بچوں کی دینی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی زور دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

" مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ "[21]

(اپنے بچوں کو سات سال کی عمر تک نماز کی تاکید کرو)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ "[22]

(میں نے کسی کو بچوں کے ساتھ رسولِ اللہ ﷺ سے زیادہ رحم دل نہیں دیکھا)

قرآن مجید نے مرد کو عورت پر "قوام" یعنی نگران اور محافظ مقرر کیا ہے۔ لیکن معاصر دور میں اس کا غلط مفہوم لے کر مردوں نے عورتوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ﴾[23]

(مرد عورتوں پر نگران ہیں اس بنیاد پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں)

علامہ قرطبیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(مرد کی یہ قوامیت (حکمرانی) تادیب اور ظلم کے لیے نہیں، بلکہ حفاظت، نگہبانی اور حسنِ تدبیر کے لیے ہے۔ مرد پر لازم ہے کہ وہ عورت کے حقوق کی حفاظت کرے اور اس پر ظلم نہ کرے)[24]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

(قوام سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نظام کو درست رکھنے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ اسلام نے مرد کو یہ منصب اس لیے دیا تاکہ خاندانی ریاست کا ایک ڈسپلن قائم رہے، نہ کہ اس لیے کہ وہ بیوی کو اپنی لونڈی سمجھ لے)[25]

د: والدین کا حق

اسلام میں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک عبادت کے بعد اعلیٰ مقامات میں شمار ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾[26]

(اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم سوااُس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ"[27]

(اللہ کی رضا والد کے رضامندی میں ہے اور اللہ کا ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے)

ذ: صلہ رحمی

اسلام نے رشتہ داروں کے تعلق کو مضبوط کرنے کی تاکید کی۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"[28]

(جو چاہتا ہے کہ اُس کے رزق میں وسعت ہو اور نسل میں اضافہ ہو تو رشتہ داروں سے صلہ کرے)

صلہ رحمی کو رزق و نسل میں برکت کے اسباب میں شمار کیا گیا ہے۔ روایات میں صلہ رحمی کے حوالے سے بہت زیادہ تاکید آئی ہے ان تمام روایات کو ذکر کرنا مقصود نہیں لیکن تمام روایات کا خلاصہ اگر بیان کیا جائے تو وہ یہی ہے کہ صلہ رحمی کرنا دین اسلام کے بنیادی امور میں سے ایک ہے جس کی ترک کرنا پر سخت وعید کا ذکر ہوا ہے۔

4۔ عصری تناظر میں سنت کی روشنی میں اصلاحی اطلاقات

الف: گھر میں ایمانی تربیت کی تقویت

خاندان کے اندر اسلامی اقدار کو فروغ دینا ضروری ہے؛ جمعہ یا باجماعت نمازیں، قرآن کی تلاوت، بچوں کو اسلامی آداب سکھانا یہ سب احسن تدابیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾[29]

(اے ایمان والو! اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرو جہنم سے) یعنی اہل خانہ کی دینی تربیت اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

روایت میں ہے:

(تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا)[30]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

(اولاد کے اخلاق کی نگرانی والدین پر فرض ہے۔ اگر بچپن میں ان کی عادات کو نہ سدھارا جائے تو وہ بڑے ہو کر خاندان کے لیے وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ سنتِ نبویؐ ہمیں سکھاتی ہے کہ بچوں کے ساتھ شفقت بھی رکھی جائے اور ان پر نظر بھی رکھی جائے)[31]

ب: خاندانی گفت و شنید (ڈائیلاگ)

پرسکون اور باعتماد مکالمہ خاندانی مسائل کے حل کا اہم ذریعہ ہے۔ نبی ﷺ اپنی زوجات کی باتیں توجہ سے سنتے اور نرم مزاجی سے بات چیت کرتے تھے۔ یہ طریقہ گھرانوں میں رشتوں کی مرمت کا نمونہ ہے۔

ج: مواصلاتی آلات کے اعتدال میں استعمال

الیکٹرونک ڈیوائسز اور سوشل میڈیا کے منظّم استعمال سے خاندانی بندھن مضبوط کیے جاسکتے ہیں اس کے لئے باقاعدہ قواعد وضع کیے جائیں جیسے کھانے کے دوران فون نہ ہو، نماز کے اوقات میں موبائیل اور سوشل میڈیا کا استعمال ممنوع ہوگا، مشترکہ اوقاتِ گفتگو مخصوص کیے جائیں وغیرہ تاکہ تنہائی اور دوری سے بچا جاسکے۔

د: تحمل، صبر اور رواداری کی ثقافت کو فروغ دینا

تحمل و بردباری سے کام لینا، صبر و قناعت کا کلچر ازدواجی زندگی کو قائم رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

" لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخر"[32]

(ایک مؤمن عورت اور مؤمن مرد ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے؛ اگر اُس میں کوئی خُلق برا ہو تو وہ اُس میں دوسرے حسن کو پسند کرے) یعنی کمزوریوں کے باوجود مغفرت اور برداشت تعلق کو جاری رکھنے کا ذریعہ ہیں۔

امام نوویؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

(یہ حدیث مرد کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ بیوی کی کسی ایک غلطی کو لے کر بیٹھ نہ جائے، بلکہ اس کی دیگر خوبیوں (جیسے وفاداری، بچوں کی پرورش، عفت وحیا) کو یاد کرے، جس سے دل کا میل صاف ہو جاتا ہے)[33]

5۔ سنت کی پابندی کے نتائج برائے استحکامِ خاندان و معاشرہ

الف: اطمینانِ قلبی اور استحکامِ خانگی

جب خاندان اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوں تو ان میں محبت، رحمت اور نفسیاتی استحکام قائم رہتا ہے، جس کا مثبت اثر فرد اور مجموعی طور پر معاشرے پر پڑتا ہے۔

ب: جرائم اور انحراف کی کمی

مثالی خاندان سے پاکیزہ تربیت یافتہ افراد پیدا ہوتے ہیں جو سماجی بے راہ روی اور جرائم سے دور رہتے ہیں؛ یوں خاندانی اصلاح معاشرتی بگاڑ کم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

ج: اخلاقی اقدار کی تقویت

مسلم گھرانے ایمانداری، امانت، رحم و احترام جیسے اخلاقی اقدار کو نسل در نسل منتقل کرتے ہیں، جو معاشرے کے عمومی رہن سہن میں بہتری لاتے ہیں۔

د: مربوط اور مستحکم معاشرہ کی تشکیل

خاندانی اصلاح کے نتائج کا دائرہ وسیع ہے جب گھرانے مضبوط ہوں گے تو معاشرہ بھی منظّم اور مستحکم بنتا ہے۔

خلاصہ و نتائج

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ سنتِ نبوی ﷺ خاندانی نظام کی اصلاح کے لیے ایک جامع، مربوط اور عملی طریقۂ کار پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رحمت، تعاون، عدل اور باہمی احترام جیسے اصول استوار کیے ہیں اور خاندان کے استحکام کو ایمان واخلاق سے مربوط کیا ہے۔ بیشتر عصری خاندانی عوارض کا سبب اسلامی تعلیمات سے دوری اور نبوی ہدایت پر عمل کی کمی ہے۔

لہٰذا نبی ﷺ کے طریقۂ کار کی طرف لوٹ کر خاندانوں میں توازن، سکون اور معاشرتی تحفظ بحال کیا جا سکتا ہے۔

1. سنتِ نبوی نے خاندان کو معاشرتی تعمیر کا مرکزی ستون قرار دیا ہے۔
2. حسن معاشرت اور رحمت ازدواجی زندگی کے استحکام کی بنیاد ہیں۔
3. بچوں کی ایمانی تربیت معاشرے کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔
4. صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سماجی ربط کے اہم ستون ہیں۔
5. سنت کی پابندی عصری خاندانی مسائل کو کم کرنے میں مؤثر ہے اور معاشرتی بہتری کا سبب بن سکتی ہے۔

تجاویز اور سفارشات

1. نکاح سے قبل کونسلنگ: حکومتی اور سماجی سطح پر نوجوانوں کے لیے "خانگی زندگی اور رشتوں کے حقوق" پر تربیتی کورسز لازمی کیے جائیں۔
2. میڈیا کی فکری اصلاح: ٹی وی اور سوشل میڈیا پر ایسے مواد کی حوصلہ شکنی کی جائے جو طلاق، خلع اور خاندانی بغاوت کو فروغ دیتے ہیں۔
3. مساجد کا کلیدی کردار :ائمہ مساجد اپنے خطبات میں گھریلو اخلاقیات، خواتین کے حقوق اور بچوں کی اسلامی تربیت پر باقاعدگی سے رہنمائی فراہم کریں۔
4. عفو و درگزر کا فروغ: خاندانوں میں انا پرستی کو ختم کر کے عفو و درگزر اور معاف کرنے کی صفت کو ابھارا جائے، جو سنتِ نبوی ﷺ کا خاصہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 ابن القیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ١٤١١ھ۔ 11/3۔

2 سورۃ الروم، آیت، 21۔

3 امام ترمذی، السنن، کتاب المناقب، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ١٩٩٨ء، حدیث رقم، 3895۔

4 سورۃ البقرۃ، آیت، 187۔

5 البیہقی، احمد بن الحسین، ابو بکر، شعب الایمان، الریاض: مکتبۃ الرشد، ٢٠٠٣ء۔ حدیث رقم، 5105۔

6 سورۃ الروم، آیت، 21۔

7 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، عماد الدین، تفسیر، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ١٤١٩ھ۔، 309/6۔

8 امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، حدیث رقم، 893۔
9 سورۃ التکاثر، آیت، 1۔
10 ترمذی، السنن، کتاب الزہد، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، حدیث رقم، 2317۔
11 سورۃ النساء، آیت، 19۔
12 ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 2178۔
13 النووی، یحییٰ بن شرف، ابوزکریا، شرح صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ، 6/10۔
14 الترمذی، السنن، کتاب البر، حدیث رقم، 1952۔
15 الترمذی، السنن، کتاب الرضاع، حدیث رقم، 1162۔
16 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، حدیث رقم، 6039۔
17 الترمذی، السنن، حدیث رقم، 3895۔
18 ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت: دار الفکر، 2002ء، 413/6۔
19 سورۃ النحل، آیت، 90۔
20 امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحج، بیروت: دار احیاء التراث العربی، حدیث رقم، 1218۔
21 ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، حدیث رقم، 495۔
22 امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، حدیث رقم، 2316،
23 سورۃ النساء، آیت، 34۔
24 القرطبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، تفسیر، قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء، 168/5۔
25 مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2006ء، 349/1۔
26 سورۃ الاسراء، آیت، 23۔
27 الترمذی، السنن، کتاب البر، حدیث رقم، 1899۔
28 امام بخاری، کتاب الادب، حدیث رقم، 5986۔
29 سورۃ التحریم، آیت، 06۔
30 البخاری، الجامع الصحیح، 893۔
31 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، بیروت: دار الجیل، 2005ء، 210/2۔
32 امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الرضاع، حدہث رقم، 1469۔
33 النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، 58/10۔